ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

یاسمین اختر
پی ایچ ڈی سکالر، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس۔
پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف اعوان
ڈائریکٹر ایڈوانس سٹڈیز (سوشل سائنسز)، رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس ۔

جوش کے تصورِ انسان کے عناصر اربعہ

Yasmeen Akhtar*
Ph.D Scholar, Ripha International University Faisalabad Campus.
Prof. Dr. Muhammad Asif Awan
Director Advance studies (Social sciences), Ripha International University Faisalabad Campus.
***Corresponding Author:** yasminest70@gmail.com

Four Elements of the Concept of Man as Portrayed by Josh

Josh Malih Abadi, in his poetry, has declared man as the centre of gravity and driving force of this Universe. The concept of man's greatness in the Urdu poetry of Josh is unique and revolutionary. He does not place man's greatness and superiority upon spiritual or moral frontiers rather than attribute the same towards man's creative, mental and intellectual abilities. He does not render man as a mere creature but considers him to be a fountain of creativity. For him, the universe owes man his efforts, research and knowledge. The man has transformed the barrenness of land into fertility and cultivated lush green crops with his aptitude and bravery. This is a man who has conquered the breadth of the skies and depth of the seas. The man's spirit of striving is not limited to such achievements rather he has

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

explored far away galaxies and employed the same for man's welfare. This is why Josh declares man to be the driving force behind creation of this universe since he is the one who has elaborated various dimensions to our universe. This concept of man as visualized by Josh is solid and non traditional. According to this philosophy, Josh has declared man to be the epitome of power, authority and mortality.

Key Words: *Gravity, universe, forntiers, transformed, fertility, traditional, philosophy, mortslity etc*

جوش ملیح آبادی اپنے کلام میں انسان کو اس کائنات کا مرکز و محور اور مولا قرار دیتے ہیں۔ اردو شاعری میں جوش کا انسانی عظمت کے حوالے سے ایک منفرد اور انقلابی تصور ہے۔ وہ انسانی عظمت اور برتری کی بنیاد روحانی یا اخلاقی پہلو پر نہیں بل کہ انسان کی تخلیقی، ذہنی اور علمی صلاحیتوں پر رکھتے ہیں۔ وہ انسان کو محض مخلوق خیال نہیں کرتے بل کہ وہ انسان کو تخلیق کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ وہ کائنات میں موجود اشیا کو انسان کی جستجو، تحقیق اور علم کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ بنجر زمین کو زرخیزی انسان کی صلاحیتوں نے عطا کی۔ انسان نے ہی اپنے ذوق جستجو اور پامردی سے اس زمین کے سینے پر لہلہاتی ہوئی سرسبز فصلیں اگائیں۔ یہ انسان ہی ہے جو آسمان کی وسعتوں اور سمندروں کی گہرائیوں تک گیا۔ انسان کا ذوق جستجو یہاں تک ہی محدود نہیں بل کہ انسان نے کہکشاؤں کی پہنائیوں تک کو افشا کیا اور اس کو انسان کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کر رہا ہے، اسی باعث جوش انسان کو وجہ کائنات خیال کرتے ہیں کیوں کہ انسان نے ہی اس کائنات کو معانی و مفاہیم عطا کیے، اس لیے وہ اپنے انقلابی انداز میں انسان کو ”لا الہ الا الانسان“ کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ جوش کا یہ تصور جری اور غیر روایتی تصور انسان ہے۔ اس تصور انسان کے مطابق جوش طاقت، اختیار اور اخلاقیات کا سرچشمہ انسان کو قرار دیتے ہیں۔ وہ انسان کو ایک ایسی ہستی تصور کرتے ہیں جو اپنے ذہن، تجربے اور ذوق تحقیق سے نئے جہان کی بازیافت اور دریافت کر سکتا ہے اور اس پر اپنی حکمرانی کر سکتا ہے۔ وہ انسان کو ہی حق حکمرانی عطا کرتے ہیں، اس لیے انسان کے لیے ” لا سلطان الا الانسان“ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح یہ نعرہ ان کے تمام فلسفیانہ تصورات سے ہم آہنگ نظر آتا ہے جن کے مطابق انسان اپنی تقدیر کا خالق خود ہے۔ اور اپنے اعمال کی ذمہ داری بھی خود انسان پر عائد ہوتی ہے۔ انسان کی موجودہ سائنسی، صنعتی اور فکری ترقی کو پروان چڑھانے میں یہی نظریہ کار فرما ہے۔ زمین پر ہونے والی انقلابی تبدیلیاں اور جدید

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

سائنسی ایجادات عقل انسانی کی مرہون منت ہیں۔ انسان نے اپنی انقلابی سوچ اور فکری صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے زمان و مکاں پر اپنی حکمرانی و تسلط قائم کیا ہے، اسی وجہ سے جوش انسان کو " الہٖ زمان و مکاں " کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ انسانی عقل و فکری صلاحیتوں کا علامتی اظہار ہے۔ جوش ملیح آبادی انسانی عظمت اور شرف انسانیت کے قائل ہیں۔ وہ انسان کو فکری بالیدگی کے باعث احترام اور عقیدت سے "نحمدہ و نصلی علی الانسان العظیم" کے لقب سے نوازتے ہیں۔ جوش اپنی خود نوشت "یادوں کی برات" میں انسان سے متعلق رقم طراز ہیں:

" حب انسان عین ایمان، انسان دشمنی عظیم عدوان اور انسان کا چہرہ گیتی قرآن ہے"۔(۱)

جوش کی شاعری میں ظہور پذیر انسان محدود اختیار اور شناخت میں مقید ہے نہ ہی کسی قسم تہذیبی اور جغرافیائی حد بندیوں کا اسیر ہے بل کہ وہ شعور و آگہی کا مالک اور آزادی فکر کے اعتبار سے خود کو مختارِ کل سمجھتا ہے۔ جوش کا انسان کسی بھی بیرونی دباؤ اور جبر کو تسلیم نہیں کرتا بل کہ وہ خود اپنا راہبر و پیشوا ہے۔ اسی تصور نے جوش کے شعری آفاق کو وسعت عطا کی۔ اس کا انسان اس طرح تمام تر نظریاتی اور جغرافیائی قیود سے ماوراہو جاتا ہے۔ جوش کے نزدیک انسان ایک کائناتی حقیقت ہے، جسے کسی طرح بھی حدود و قیود کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔ وہ فکری طور پر آزاد اور خود مختار ہے، اس لیے انسانیت کی نمائندگی کا حق رکھتا ہے۔ اسی باعث جوش کی شاعری میں ایک آفاقی پیغام کی نشاندہی ہوتی ہے۔ یہ پیغام انسان کو غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر انسانی وحدت کی طرف مراجعت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مبین مرزا اپنے مضمون "چاک داماں پہ نثار" میں اس حوالے سے لکھتے ہیں:

" یہ انسان آئیڈیل ہے جو اعلیٰ ترین صفات کا حامل ہے اور قوت حیات سے معمور ہے۔ اس کی نگاہ بلند، دل کشادہ، ظرف وسیع اور آدرش بڑے ہیں۔ یہ شاہ گیتی ہے، صاحب آفاق ہے، آسمان کا داور ہے، امیر بوستان ہے، وارث اسرار فطرت ہے۔ یہی نہیں اور بہت کچھ ہے"۔(۲)

جوش انسان عظمت کے قائل ہیں۔ وہ انسانیت کے لیے حد درجہ احترام، محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ خود کو اس کارواں کا حصہ بناتے ہیں جو انسانیت کا پرچار کرے، انسانیت کا درس دے اور انسانیت سے پیار کرے۔ انسانیت سے محبت ہی ان کا عقیدہ ہے۔ وہ رنگ، نسل، جغرافیہ، عقیدہ اور مسلک کی بنیاد پر انسان سے نفرت یا تفریق

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

کے قائل نہیں۔ وہ ایک پر امن معاشرے کی تشکیل کے خواہاں ہیں جہاں انسانیت کا راج ہو اور انسان اخوت، مساوات اور اعلیٰ انسانی اوصاف کی ترویج ہو، اس لیے ان کی شاعری میں ایک ایسے انسان کا تصور ابھرتا ہے جس کا دل انسانیت کے جذبے سے سرشار ہے۔ جوش کی نظم ”درس آدمیت“ اسی طرح کے جذبات سے مملو ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کہ آؤ سوئے منزلِ منزلت
پئے رونقِ دینِ انسانیت
محبت کا اس پیر سے درس لو
خس و خار سے بھی محبت کرو
محبت کے سینے میں غنچے کھلاؤ
شراروں کو کاٹو، ستارے اگاؤ
مساوات انسان کی خاطر مرو
درِ آدمیت پہ سجدے کرو(۳)

جوش کی خاصیت یہ ہے کہ انہوں نے ادبیات عالم میں بکھرے ہوئے انسان کو ایک کثیر الجہت ہستی کے روپ میں اپنی شاعری میں پیش کیا ہے۔ دنیا کی تمام زبانوں کی شاعری میں انسان کے مختلف اوصاف کو جوش نے یک جا کر دیا ہے، اس طرح ان کے کلام میں سامنے آنے والا انسان اپنی صلاحیتوں، جذبات، تصورات اور امکانات کے ساتھ ایک ہمہ جہت شخصیت کے روپ میں جلوہ گر ہوتا ہے، اس طرح انسان تضادات کو ختم کرتے ہوئے اپنی حقیقت سے آشنا ہوا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں مجتبیٰ حسین اپنے مضمون "آنکھیں ہتھیلیوں سے مل" میں جوش ملیح آبادی کے تصور انسان کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جوش ملیح آبادی کے سامنے وہ آدمی تھا جو دنیا کی شاعری میں کبھی موحد، کبھی مفکر، کبھی محقق، کبھی صوفی، کبھی عاشق، کبھی انقلابی بن کر ابھرا ہے۔ یہ آدمی کبھی چاند بن گیا ہے، کبھی سورج، کبھی لُو، کبھی ٹھنڈی ہوا، کبھی دریا، کبھی پہاڑ، کبھی وادی، کبھی گھٹا، کبھی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

سقراط، کبھی حسین، یہ آدمی دنیا کی شاعری میں بکھرا پڑا تھا، جوش نے اس کو یک جا کر کے
پہلی بار ایک مکمل آدمی بنا کر پیش کیا ہے"۔ (۴)

فکرِ جوش کا مرکز و محور انسان اور حیات ارضی ہے۔ جوش کے نزدیک انسان کو درپیش مسائل آزمائش نہیں بل کہ انسان کو عمل پر اکسانے کا ذریعہ ہیں۔ وہ انسان کو تقدیر کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتے۔ وہ انسان کو جدوجہد، کوشش اور عزم و ہمت کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے مطابق انسان کی عظمت، شان و شوکت اور رفعت و بلندی کا راز اختیار اور عملی جدوجہد میں پوشیدہ ہے۔ وہ انسان کو اوج کمال تک پہنچنے کا درس دیتے ہیں۔ جوش کی شاعری میں عظمت انسانی کا ذکر تواتر سے ملتا ہے۔ وہ انسانی عظمت کے ترانے گاتے ہوئے انسان کو خدا کے مقابل لا کھڑا کرتے ہیں۔ تاہم اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ جہاں جوش انسان کو عظیم دیکھنا چاہتے ہیں وہاں وہ انسانی ہستی کو مظلوم و مجبور اور جہول و اسفل بھی خیال کرتے ہیں۔ اگر جوش کے شعری تخلیقات کے مجموعوں کے عنوانات میں متضاد الفاظ کے استعمال کی معنویت پر غور کیا جائے تو شاعر فکری سطح پر کشمکش کا شکار نظر آتا ہے، اس طرح ان کی شاعری میں ظہور پذیر انسان بھی دو مخالف سمتوں میں رواں دواں دکھائی دیتا ہے، اسی باعث جوش کی شاعری میں تصور انسان کے حوالے سے بعض مقامات پر مخالف و متضاد خیالات بھی سامنے آتے ہیں۔ ڈاکٹر عقیل احمد صدیقی ان خیالات کی تائید کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ اپنی کتاب "جوش کی شاعری کا تنقیدی جائزہ" میں جوش کی حمایت ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"جوش اور نطشے دونوں ہی انسان کی بالادستی کے قائل ہیں لیکن جوش کی فکر میں ہی نہیں ان کی زندگی اور شخصیت میں اتنے تضادات ہیں کہ وہ ایک وقت میں کچھ نظر آتے ہیں اور دوسرے وقت میں کچھ۔ ایک طرف تو وہ انسان کی بالادستی کے قائل ہیں تو دوسری طرف وہ اسے مجبور تصور کرتے ہیں"۔ (۵)

ان فکری تضادات کے باوجود جوش کی شاعری میں ظہور پذیر انسان اپنی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کے بل پر خدا کے مقابل کھڑا ہونے کی قدرت رکھتا ہے۔ انسان اپنی قوت تخلیق، تحقیق، دریافت اور تشکیل کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دے سکتا ہے۔ جوش اپنی منظومات میں انسان کو ایک متحرک اور فعال قوت کے طور پر پیش

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

کرتے ہیں جو اپنی تخلیقی قوتوں کو بروئے کار لا کر اپنی جرات اور عمل سے اس کائنات عالم کی تشکیل نو اپنی منشا کے مطابق کرنے کی قدرت کاملہ رکھتا ہے، ایسے ہی انسان کے ترانے جوش کی نظموں میں جابجا ملتے ہیں۔ ان کی منظومات میں ظہور پذیر انسان کی عظمت اور قدرت کے سامنے کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز لرزہ بر اندام نظر آتی ہے۔ انسان کے ذوق تسخیر اور عزم پرواز کے سامنے شمس و قمر اور اجرام فلکی کانپتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے شعری مجموعے "سیف و سبو" کی نظم میں "انسان کا ترانہ" کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

مری شان سے بحر و بر کانپتا ہے
شجر کانپتا ہے، حجر کانپتا ہے
مرے مرگ بر دوش قہر و غضب سے
دربار مسیح و خضر کانپتا ہے
مری نور و ظلمت کی تفسیرِ نو سے
مُعمائے شام و سحر کانپتا ہے
مرے عزم پرواز کے دبدبے سے
دلِ نجم و شمس و قمر کانپتا ہے
مرے ذوق تسخیرِ فطرت کے آگے
عناصر کا قلب و جگر کانپتا ہے
قسم جوش دنیا کے ہر خشک و تر کی
کہ مجھ سے ہر اک خشک و تر کانپتا ہے (۶)

جوش اپنی منظومات میں انسان کا آفاقی تصور پیش کرتے ہیں۔ جوش انسان اور آدمی میں فرق کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک محض آدمی ہونا عظمت کی دلیل نہیں بل کہ انسان بننا از حد ضروری ہے۔ انسان بننے میں ہی عظمت ہے، بڑائی ہے کیوں کہ انسان دوسروں کا ہمدرد ہوتا ہے، دوسروں کے کام آتا ہے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ کسی قسم کی سماجی و معاشرتی تفریق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عدل و انصاف اور مساوات کا علم بلند کرتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

جوش کے یہاں بھی ایسے ہی ذمہ دار اور عدل و انصاف کے علمبردار انسان کا تصور ابھرتا ہے۔ وہ انسان تعصبات کا شکار نہیں ہوتا اور نہ ہی تخریب کاری کی طرف مائل ہوتا ہے بل کہ ہمیشہ تعمیری سوچ کا حامل ہوتا ہے۔ اور مذہبی، لسانی اور علاقائی انتہاپسندی کی مخالفت کرتا ہے۔

جوش کی نظم "درس آدمیت" میں اسی قسم کے خیالات کے ترجمانی ملتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

مساواتِ انسان کی خاطر مرو
در آدمیت پہ سجدے کرو
کوئی چیز انسان سے بالا نہیں
ہر اک شے گماں، صرف انساں یقیں
مجاز و حقیقت کا شاہ آدمی
کُلاہِ سر مہر و ماہ آدمی
تقاضائے عرش مبیں آدمی
تمنائے فرش بریں آدمی
زمیں آدمی، آسماں آدمی
الہٰ زمان و مکاں آدمی
نہ ہندو، نہ گبر و مسلماں بنو
اگر آدمی ہو تو انساں بنو
نہ انساں بنو گے تو گل جاؤ گے
خود اپنے جہنم میں جل جاؤ گے (۷)

متذکرہ بالا مثالوں میں جس انسان کا تصور ابھرتا ہے وہ ایک خود مختار اور بااعتماد ہستی ہے۔ وہ کائنات کی تمام مادی اشیاء پر قدرت رکھتا ہے۔ ایک مثالی اور پر امن سماج بنانے کا آرزو مند ہے۔ یہ جوش کے تصور انسان کا ایک پہلو ہے۔ جب ان کی منظومات میں رواں انسان کی دوسری سمت پر غور کرتے ہیں تو ایک مجبور اور لاچار انسان کا تصور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

سامنے آتا ہے۔ انسان ذلتوں اور پستیوں کی گہرائیوں میں گرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہاں ہمیں جوش کے کلام میں دو متضاد رویوں کے حامل نظمیں ملتی ہیں۔ مثلاً جوش کی نظم "اے وائے آدمی" کا یہ بند ملاحظہ ہو:

کیا بات آدمی کی کہوں تجھ سے ہم نشیں
اس ناتواں کے قبضۂ قدرت میں کچھ نہیں
رہتا ہے گاہ حجرہ اعزاز میں مکیں
پر زندگی الٹتی ہے جس وقت آستیں
عزت گنوانے پر بھی ہے مجبور آدمی
اے وائے آدمی
مجبور و دل شکستہ و رنجور آدمی
اے وائے آدمی (۸)

اگر جوش کے اس فکری تضاد کو بہ نظر غائر دیکھا جائے تو یہ تضاد نہیں ہے۔ دونوں جوش کے تصور انسان کے روپ ہیں۔ جب جوش عظمت انسان کے ترانے گاتے ہیں تو ان کے پیش نظر وہ انسان ہے جو اپنی ذات کا عرفان حاصل کر چکا ہے۔ یہ انسان اپنے حوصلے اور عزم و ہمت سے نئے جہان تسخیر کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ کائنات کا مولا نا بننا اس کا مقدر بن چکا ہے۔ اس انسان کی تعمیر جوش کے ذہن و تخیل میں ہو چکی ہے۔ اس کے برعکس جب جوش کی نظر انسان کے دوسرے روپ پر پڑتی ہے جو عرفان ذات کی منزل طے نہیں کر پاتا اور پستی و ظلمت کی عمیق گہرائیوں میں گرا ہوا ہے تو اس انسان کا تعلق جوش کی خارجی دنیا سے ہے۔ جوش اب اس خارجی دنیا کے انسان میں وہ صفات دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس انسان کے باطن میں انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ پستی میں گرا ہوا مجبور و لاچار انسان انقلاب آشنا ہو کر اوّل الذکر انسان بن جائے۔

جوش اپنی بیشتر منظومات میں ایسے انسان پر افسوس کرتے نظر آتے ہیں۔ انسان کی اس محرومی، پستی اور لاچاری پر ماتم کناں ہیں۔ وہ انسان کے ان رویوں پر افسردہ ہو جاتے ہیں جو اس انسان کی جہالت کا نتیجہ ہیں۔ اس حوالے سے جوش کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

اب تک ہے بزم جہل میں ناداں ڈٹا ہوا
اب تک علم و عقل و ہنر میں گھٹا ہوا
اب تک لباس ذہن و ذکا ہے پھٹا ہوا
اب تک ہے خاکِ تیرہ میں انسان اٹا ہوا
ہر چند خاکِ تیرہ سے بالا ہے آدمی (۹)

جوش جہالت اور فکری غلامی کو انسان کی کمزوری خیال کرتے ہیں۔ انسان اسی کمزوری کی وجہ سے حادثات زمانہ کی نذر ہو جاتا ہے۔ انسان قوت ارادی رکھنے والی وہ مخلوق ہے جو وقت کے طوفانوں سے ٹکرا کر ہر خلیج کو قبول کرنے کا حوصلہ رکھتی ہے۔ انسان زمانے کی رکاوٹوں اور مشکلات کو روندنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ اپنی تقدیر کا خود راقم ہے۔ وہ ہر طرح کے جبر اور پستی سے نکلنے کی پوری قوت رکھتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی فکری اور شعوری قوتوں کو ابھارے کیوں کہ انہی فکری اور شعوری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر انسان اپنی جہالت اور غلامی سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

پرواہ کسے جو آج ہے دن بھی سیاہ رات
کیا غم اگر زمین پہ وا ہے درِ ممات
یعنی بحکم دہر و بفرمانِ کائنات
انساں کو آج روند رہے ہیں یہ حادثات
کل ان کو جوش روندنے والا ہے آدمی (۱۰)

جوش اس پستی میں گرے ہوئے انسان سے مایوس نہیں ہیں۔ وہ پر امید ہیں کہ یہ انسان اپنی قوت ارادی سے ضرور اس پستی و جہالت سے آزادی حاصل کرے گا۔ وہ اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ آنے والا انسان آج کے انسان سے مختلف ہو گا۔ اس لیے جوش اس کو غفلت سے جگانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور نوع بشر کی بیداری کے لیے مسلسل پیغام عمل دیتے ہیں۔ وہ انسان کو پیغام دیتے ہوئے کہتے ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

آفاق میں جو کچھ ہے وہ دانا کی نظر ہے
وجدان نہیں، عقلِ جہاں سنجِ خضر ہے
دل، مرکزِ اندیشہ، نہ ملجائے خبر ہے
انسان کی دولت ہے کوئی چیز تو سر ہے
اے نیند میں ڈوبے ہوئے انسان کے سر جاگ
اے نوعِ بشر، نوعِ بشر، نوعِ بشر جاگ (۱۱)

جوش کہ یہاں یہ متضاد رویہ حادثاتی نہیں بل کہ شعوری ہے کیوں کہ ان کے شعری مجموعوں کے عناوین میں بھی تضاد نظر آتا ہے۔ اس حوالے سے گوپی چند نارنگ اپنے مضمون "جوش کی شاعری: باغیانہ اور منظریہ جہات" میں لکھتے ہیں:

"وہ شاعرِ انقلاب کے ساتھ ساتھ شاعرِ شباب بھی کہے جانے لگے۔ بیک وقت شاعرِ انقلاب اور شاعرِ شباب ہونا جوش ہی کا کمال تھا۔ تضاد کا یہ سلسلہ جوش کی پوری شاعری میں ملتا ہے۔ جوش کو اس پر بھی فخر تھا۔ انہوں نے اپنے مجموعوں کے نام "شعلہ و شبنم"، "سنبل و سلاسل"، "سیف و سبو"، "حرف و حکایت"، "فکر و نشاط"، "جنون و حکمت"، "سرود و خروش"، "الہام و افکار"، "عرش و فرش"، "آیات و نغمات"، "سموم و صبا" بلاوجہ نہیں رکھے۔ جوش کی پوری شاعری میں یہی کیفیت ہے کہ ایک جذبہ دوسرے کی نفی کرتا ہے اور ایک رنگ دوسرے کو بے رحمی سے کاٹتا ہے"۔ (۱۲)

جوش کی شاعری میں اس حوالے سے رجائیت پائی جاتی ہے۔ وہ انسان کی بیداری اور علمی آسودگی کے خواہاں ہیں۔ انسان کی عظمت اور آزادی کے بہت بڑے متمنی دکھائی دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ انسان کو پامال راستوں کو ترک کر کے نئی دنیائیں آباد کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جوش سماجی اعتبار سے روایت سے ہٹ کر سوچتے ہیں۔ وہ اپنے عہد کے مروجہ رجحانات سے گریزاں ہیں۔ وہ روایتی فکر اور رجحانات کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ انسان کو فکری اعتبار سے مادیت کی نئی راہوں کا مسافر دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو جوش جاگیر دار طبقہ سے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے سماجی مقام کا تقاضا ہے کہ وہ اس مقتدر طبقہ کی حمایت کریں، جس طرح ان جیسے کئی اور لوگ حتیٰ کہ جوش کے بزرگ بھی کرتے آئے تھے۔ جوش کی عظمت ہے کہ انہوں نے اپنے ورثہ، ماحول اور روایات سے انحراف کیا اور اس انحراف پر تادم مرگ قائم رہے۔ اسی انحراف کی پاداش میں انہوں نے زندگی بھر ذلتیں اور اذیتیں برداشت کیں۔ اپنے اس انحراف اور مخالفت کے ضمن میں جوش لکھتے ہیں:

ہاں دشمن قوی و رفیق ضعیف ہوں
خود اپنی نسل، اپنے لہو کا حریف ہوں (۱۳)

جوش کی شاعری میں ظہور پذیر انسان روایات سے دامن چھڑانا چاہتا ہے۔ اس کے نزدیک انسان کی ترقی میں یہ بے بنیاد اور فرسودہ روایات توہمات سے زیادہ کچھ نہیں۔ انسان انہیں توہمات کا بھاری بوجھ بے کار میں صدیوں سے اٹھائے ہوئے ہے۔ اس پر شام و سحر کے تصورات و خیالات حملہ آور ہیں، یہی فرسودہ تصورات انسان کو اوج کمال کو چھونے میں مانع ہیں اور اس میں بصیرت افروز اور حکیمانہ سوچ پیدا ہونے میں رکاوٹ بنتے ہیں، یہی صدیوں پرانی روایات جو جدید انسان کا ساتھ نہیں دے سکتیں، انسانی عقل پر بوجھ بن کر اسے حکمت اور فہم و فراست سے محروم کیے ہوئے ہیں۔ اس طرف جوش اپنی ایک رباعی میں یوں اشارہ کرتے ہیں:

انسان پہ ہے کس درجہ خرافات کا بار
دن کا ہے کبھی وزن، کبھی رات کا وار
پیدا ہو بشر میں کیا حکیمانہ مزاج
عقلوں پہ ہے صدیوں کی روایات کا بار (۱۴)

جوش کا انسان ذہنی غلامی، توہمات، کہنہ روایات اور غیر منطقی و سائنسی عقائد سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے، کیوں کہ یہی چیزیں اس کے روشن مستقبل میں روڑے اٹکاتی ہیں۔ اس کی فکری اور عقلی صلاحیتوں کو بیدار نہیں ہونے دیتیں۔ جوش کا انسان اس قدر قدامت پرستی سے نکلنے، ایک آزاد اور پر امن معاشرے کی ترویج کے لیے ہمہ وقت بر سر پیکار ہے، تاہم یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ جوش کے انسان نے کلی طور پر ماضی کی کہنہ روایات اور سماجی ماحول سے نجات حاصل کر لی ہے کیوں کہ بیشتر سماجی اور تہذیبی مسائل ابھی بھی حل طلب ہیں، اس کے متعلق ان

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

ماخذ تحقیقی مجلہ

کی ذہنی و فکری گرہیں ابھی کھل نہیں سکیں، اس کے باوجود جوش کا انسان عہد پارینہ کی روایت سے نکل کر روشن اور واضح مستقبل کی طرف بڑھتا نظر آتا ہے۔ جہالت کے بجائے علم و عرفان اور شعور و آگہی میں عافیت محسوس کرتا دکھائی دیتا ہے، اس طرح ظلم و تشدد اور سامراج کے خلاف صف آرا ہو کر آزادی، امن اور روشن آدمیت کے خواب دیکھ سکتا ہے۔

پہلی جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کے خلاف اس احتجاجی آواز کی بازگشت جوش کی ایک نظم میں یوں سنائی دیتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سلطان بڑھے ہیں دہر کے، لشکر لیے ہوئے
اور ان کے ساتھ قحط بھی خنجر لیے ہوئے
یہ جنگ کیا ہے؟ ایک مجسم جنوں ہے
گلزار کائنات کے تھالوں میں خون ہے
خلقت تمام قحط سے بے آب و دانہ ہے
اس پر وبا کا زور، یہ کیسا زمانہ ہے
اب حد کے اختیار میں قیمت نہیں رہی
ڈاکہ رہا ہے رسم تجارت نہیں رہی
خنجر سے غم کے رشتۂ آرام کٹ گیا
شعلے سے آشتی کے اندھیرا لپٹ گیا(۱۵)

متذکرہ بالا اشعار میں ایک ایسے انسان کا تصور ابھرتا ہے جو جنگ کے خلاف ہے، کیوں کہ اس کے نزدیک جنگ عام انسان کے مفاد میں نہیں۔ وہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جنگ فقط سامراج کے مفاد کا تحفظ کرتی ہے۔ جنگ میں اس دھرتی کے لاکھوں سپوت شعلوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ زمینیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ قحط جنم لیتا ہے۔ وبائیں پھیلتی ہیں اور مہنگائی انسان کو کچل کر رکھ دیتی ہے۔ دوسری طرف اس صورت حال میں زرداروں کے سرمائے میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ انسان جذبۂ انسانیت اور آدمیت کے تحت جنگ کی ہولناکیوں میں اپنا ذہنی رویہ پیش کر رہا

ماخذ تحقیقی مجلہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

ہے، اس طرح جوش کا انسان ایک حقیقت پسندانہ احتجاج کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ دوسری عالمی جنگ چاہے برصغیر سے بہت دور لڑی جا رہی ہے لیکن اس کے اثرات ہماری عوام کا سکون برباد کر دیں گے۔ جوش سائنسی علوم اور تحقیقات پر زور دیتے ہیں، کیوں کہ علمی ترقی سے انسان کی فلاح و بہبود کے راستے نکلیں گے۔ علم کی روشنی سے ہی انسان جہالت اور توہمات کی گرفت سے آزاد ہو گا اور اپنی جنت خود بنانے کے قابل ہو گا۔ یہ سب انسان کی محنت اور تجربات تحقیق کی بدولت ہی ممکن ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر رئیس لکھتے ہیں:

> "جوش کا نظریۂ علم حرکی، علمی اور ہمہ گیر ہے۔ انسانی تمدن کے ارتقا میں وہ اسی سائنسی علم کو کار فرما دیکھتے ہیں جو انسانی محنت اور اس کے تجربات کا عطیہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں وہ جہالت، ضعیف الاعتقادی اور قدیم جامد علوم کو آدمیت کے فروغ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تصور کرتے ہیں"۔[۱۲]

جوش کی شاعری میں علم، سائنسی تحقیق اور ایجادات کی جستجو اور اہمیت پر بحث ملتی ہے۔ وہ ایک ایسے انسان کو پیش کرتے ہیں جو قدامت پرستی اور سماجی جمود کے خلاف فکری بغاوت کا اعلان کرے۔ جوش اس انسان کو متحرک اور تخلیقی جستجو کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ انسان جو علم کی شمع روشن کیے ہوئے جہالت کے خلاف صف آرا ہو ، ظلمت کی تاریکیوں کو دور کرے اور علم کے ذریعے شعور و آگہی کے دیئے جلائے، علم، تحقیق اور ایجادات کی بدولت اپنے راستے کا تعین کرے، اس کے ساتھ ساتھ جوش کا انسان بندگی اور عقائد میں بھی جمود کا قائل نہیں۔ وہ ان زنجیروں سے بھی نجات چاہتا ہے۔ وہ عقائد میں توہمات کا قائل نہیں بل کہ عقائد بھی علم کی بنیاد پر اپنانے کا خواہاں ہے۔ وہ انسان کی گمراہی و ضلالت کو اندھی تقلید کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔ ان کے ہاں ایسے انسان کا تصور نمایاں ہوتا ہے جو علم کا داعی، تحقیق کا متوالا، فکری آزادی کا پروردہ، روایتی زنجیروں کو توڑ کر حق اور سچ کے راستے پر گامزن ہو، اس طرح کے خیالات کا اظہار جوش اپنی نظم "جہادِ علم" میں کرتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

رکاب تھام کے چل روحِ آدم ایجاد
چلا ہے علم، سوئے دشتِ جہل، بہرِ جہاد
دیارِ لات و ہبل میں پکار کر کہہ دو

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

کہ ہو رہا ہے بشر اب بندگی سے آزاد
وہ ایک نگاہ تجسس ہے سوئے ذات وصفات
سمجھ رہے ہیں جسے مفتیانِ دیں الحاد
غرض ہے علم سے اے جوش بت ملے کہ خدا
اٹھا بھی پردۂ اسرار، ہر چہ بادا باد(۱۷)

جوش اپنے نظام اقدار کی اساس تحقیق و تفحص اور اکتساب علم پر رکھتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کا بخوبی ادراک رکھتے ہیں کہ یہی وہ راستہ ہے، جس کے ذریعے حقیقت تک رسائی ہی نہیں بل کہ انسانی فلاح و بہبود کی راہیں بھی نکلتی ہیں۔ وہ علم کو محض ایک ذریعہ خیال نہیں کرتے بل کہ ایک مقصد گردانتے ہیں۔ ایک ایسا مقصد جو انسانیت کو جہالت، اندھی تقلید اور فکری جمود کی تاریکی سے نکال کر عقلی آزادی اور خود مختاری سے آشنا کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تحقیق اور تجسس تلاش حقیقت کا حتمی راستہ ہیں۔ وہ فکری بالیدگی اور خوئے تجسس کو انسانیت کی ترقی کے لیے ناگزیر سمجھتے ہیں۔ بعض حلقے حریت فکر اور سوال اٹھانے کو بغاوت یا گناہ خیال کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے تصورات انسانی معاشرے کو تاریکی اور جمود کا شکار کرتے ہیں۔ اس کے برعکس علم اور تجسس انسان کے قلب و ذہن کو روشن کرتا ہے اور معاشرے روشنی، علم اور تجسس کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔ جوش کی فکر کا بنیادی مرکز انسان ہے۔ وہ انسان کو آزاد، ترقی یافتہ اور خود مختار دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر قمر رئیس رقم طراز ہیں:

"جوش کے نظریۂ تحقیق اور علم میں مابعد الطبیعیاتی سوالوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ان کی سوچ کا محور انسان اور اس کی ارضی زندگی کی مشکلات اور مسائل ہیں۔ وہ علمی تحقیق کا مقصود سچائی کی تلاش یا انسان کی روحانی تکمیل جیسے مبہم اور مجرد تصورات بھی قرار نہیں دیتے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ بعض روحانی یا وجودی مفکروں کی طرح انسان کی ذہنی اور تکنیکی تربیت کے خلاف بیزاری کا شدید اظہار ضرور کرتے، لیکن وہ عصر جدید کی سائنسی، تکنیکی اور صنعتی ترقیوں کا بھرپور اعتراف کرتے ہیں"۔ (۱۸)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12

جوش کی شاعری سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ بطور شاعر اپنی تخلیقی فکر کی روشنی فلسفہ اور تاریخ سے ہی حاصل کرتے ہیں۔ ان کی نظم "حرف آخر" اور دیگر اس طرح کی نظموں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جوش انسانی وجود اور سماجی ارتقا کی عمارت کی بنیاد مادی اور عقلی تصورات پر رکھتے ہیں۔ وہ اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ انسان کے اندر ایسی قوت موجود ہے کہ وہ اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر تخلیقی عمل سے ایک نئی تاریخ رقم کر سکتا ہے، اس سب کے باوجود ان کو ایک فکر بھی دامن گیر ہے کہ مادی ترقی روحانیت اور معرفت کے سر چشمے خشک کر دیتی ہے۔ نقلی علوم پس منظر میں چلے جاتے ہیں اور انسان ذہن شکوک وشبہات کی آماج گاہ بن جاتا ہے، اس سے انسان ایمان، یقین اور سکون و اطمینان کے روایتی سر چشمے سے محروم ہو جاتا ہے۔ آج بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مغرب کی مادی اور سائنسی ترقی نے تشکیک کو جنم دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں عقلیت پسندی نے عروج پکڑا اور روحانیت و معرفت اور لطافت انسانی دم توڑ چکی ہے

حوالہ جات

۱۔ جوش ملیح آبادی: "یادوں کی برات" آئینہ ادب، لکھنئو، ۱۹۷۰ء، ص ۱۸۳
۲۔ مبین مرزا: "چاک داماں پہ نثار" مشمولہ "افکار" جوش نمبر شمارہ، جولائی، ۱۹۸۲ء، ص ۵۳۵
۳۔ جوش ملیح آبادی: "سرود و خروش" مفید عام پریس، دہلی، ۱۹۵۲ء، ص ۶۷
۴۔ مجتبیٰ حسین: "آنکھیں ہتھیلیوں سے مل" مشمولہ "افکار" جوش نمبر، ص ۴۰۷
۵۔ ڈاکٹر عقیل احمد صدیقی: "جوش کی شاعری کا تنقیدی تجزیہ" ص ۱۴۸
۶۔ جوش ملیح آبادی: "کلیات جوش" جلد دوم، ویلکم بک پورٹ، کراچی، ۲۰۲۱ء، ص ۹۳۷
۷۔ ایضاً، جلد دوم، ص ۱۴۲۸۔۱۴۲۹
۸۔ جوش ملیح آبادی: "عرش و فرش" کتب خانہ تاج آفس، بمبئی، ۱۹۴۴، ص ۱۵۴
۹۔ ایضاً، ص ۱۵۷
۱۰۔ ایضاً، ص ۵۷
۱۱۔ ایضاً، ص ۵۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-12
ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۲۔جوش ملیح آبادی:"الہام وافکار" مکتبہ ادب جدید،لاہور،۱۹۶۶ء،ص۳۰

۱۳۔جوش ملیح آبادی:"روح ادب" مکتبہ اردو،لاہور،۱۹۴۲ء،ص۱۱۵

۱۴۔جوش ملیح آبادی:"جنون وحکمت"کلیم بک ڈپو،دریاگنج،دہلی،۱۹۳۷ء،ص۴۷

۱۵۔جوش ملیح آبادی:"روح ادب" ص۱۲۵

۱۶۔ڈاکٹر قمر رئیس:"جوش کے علمی وعقلی رویے" مشمولہ "جوش ملیح آبادی کا خصوصی مطالعہ" (مرتبہ)ڈاکٹر قمر رئیس، تخلیق کار پبلشرز، دہلی،۲۰۰۵ء،ص۱۰۵۔۱۰۶

۱۷۔جوش ملیح آبادی:"کلیات جوش" جلد سوم،ص۱۷۳۸۔۱۷۳۹

۱۸۔ڈاکٹر قمر رئیس:"جوش کے عملی وعقلی رویے"مشمولہ "جوش ملیح آبادی کا خصوصی مطالعہ"،ص۱۰۶